نبی اکرم ﷺ کیوں ہجرت پر مجبور ہوئے

دعاؤں کا طلبگار:
عبدالحلیم صدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اس کتابچہ "نبی اکرمؐ ہجرت کرنے پر کیوں مجبور ہوئے" کو اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں، اللہ اِسے اُن کے لئے صدقہ جاریہ، گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور اس کتاب کو اللہ میرے، میرے اہل وعیال، رشتہ دار، دوست احباب اور کل مسلمین کے لیے ثواب کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی اکرمؐ ہجرت پر کیوں مجبور ہوئے؟

نبوت سے پہلے آپؐ کا مرتبہ

نبوت سے پہلے محمدؐ چالیس سال اہل قریش کے درمیان رہتے رہے۔ آپؐ صادق اور امین کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ایک دفعہ سیلاب کی وجہ سے خانہ کعبہ کی عمارت منہدم ہو گئی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے لئے قریش نے رقم جمع کرنا شروع کی جو ایمانداری اور قانونی طور پر کمائی گئی تھی۔ وہ اس کی دوبارہ تعمیر کے لئے مناسب رقم جمع نہ کر سکے، لہٰذا انہیں خانہ کعبہ کا سائز کم کرنا پڑا۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تو قریش کے قبائل کے مابین اس بات پر تنازعہ کھڑا ہو گیا کہ کون خانہ کعبہ کی تعمیر شدہ دیوار پر حجر اسود کو نصب کرے گا۔ انہوں نے محمدؐ کو اپنا منصف مقرر کیا۔ آپؐ نے ایک چادر منگوائی، حجر اسود کو اس پر رکھا اور ہر قبیلے کے نمائندے کو کہا کہ وہ چادر کے اطراف کو پکڑ کر اس پتھر کو وہاں لے جائیں جہاں اسے نصب کرنا ہے۔ آپؐ نے پتھر کو اٹھایا اور اسے اس کی جگہ پر نصب کر دیا اور تنازعہ ختم ہو گیا۔

حضرت خدیجہؓ ایک امیر بیوہ تھیں، جب انہیں آپؐ کی ساکھ کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے اپنے سامان کے قافلے کو آپؐ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ آپؐ کی دیانت داری سے اتنا متاثر ہوئیں کہ انہوں نے آپؐ کو شادی کا پیغام بھجوا دیا۔ شادی کے بعد دونوں نے اپنا مال بے سہارا لوگوں میں تقسیم کر دیا اور باقی زندگی نسبتاً غربت میں گزاری۔ آپؐ کی ساکھ کی وجہ سے مکہ کے لوگ آپؐ کے پاس اپنی دولت امانتاً رکھوا تے تھے، حتٰی کہ اس وقت بھی جب وہ آپؐ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اپنی عمر کی چوتھی دہائی کے اواخر میں آپؐ تنہائی پسند ہو گئے تھے اور اپنا زیادہ تر وقت تنہائی میں غار حرا میں گزارتے۔ جب آپؐ چالیس سال کے ہوئے تو رمضان المبارک کی 27ویں تاریخ کو آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی، جو یہ تھی: پڑھو! (اے نبیؐ) اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، انسان کی تخلیق کی جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے۔ پڑھو، اور تمہارا ربّ بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہ جانتا تھا (العلق 5-1)۔ اس واقعہ سے آپؐ اتنا خوفزدہ ہوئے کہ آپؐ دوڑ کر گھر چلے گئے۔ جب آپؐ گھر پہنچے تو آپؐ بری طرح سے کانپ رہے تھے، آپؐ بستر پر لیٹ گئے اور خدیجہؓ سے کہا کہ وہ آپؐ پر کمبل ڈال دیں۔ یہ جاننے کے بعد کہ آپؐ کے ساتھ کیا ہوا ہے، خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی

دیتے ہوئے کہا کہ آپؐ نہایت شریف النفس انسان ہیں لہٰذا آپؐ کے ساتھ کچھ برا نہیں ہو سکتا۔ بعد میں وہ آپؐ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے عالم تھے۔ واقعہ سننے کے بعد انہیں نے بتایا کہ جو شخص محمدؐ کے پاس آیا تھا وہ جبریلؑ تھے اور یہ کہ آپؐ وہ آخری نبی ہیں جن کی پیشن گوئی کی گئی تھی۔ یہ بات قرآن مجید میں یوں مذکور ہے کہ یاد کرو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اُٹھا رہے تھے، تو دُعا کرتے جاتے تھے۔ "اے ہمارے ربّ ہماری یہ خدمت قبول فرما لے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ربّ، ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اُٹھا، جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری کوتاہیوں سے در گزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور اے ربّ، ان لوگوں میں خود اِنہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو (محمدؐ)، جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے" (البقرہ 129-127)۔ ورقہ بن نوفل نے آپؐ کو متنبہ کیا کہ آپ کے لوگ جو آپ کی بہت تعظیم کرتے ہیں وہ آپؐ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیں گے، اور اگر مجھے وہ دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپؐ کی مدد ضرور کروں گا۔ کچھ وحیوں کے بعد نبیؐ کو سر عام تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا۔ پس اے نبیؐ، جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پرواہ نہ کرو (الحجر 94)۔

اللہ کے حکم پر اور اپنی روایات کے مطابق، نبیؐ نے مکہ کے قبائل کو صفا پہاڑی کے قریب جمع کیا تا کہ ان کو اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ آپؐ نے اہل مکہ سے پوچھا، میں چالیس سال آپ کے درمیان رہا ہوں، آپ نے مجھے کیسے پایا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپؐ کو صادق اور امین پایا ہے۔ تب آپؐ نے ان سے پوچھا ، اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک فوج آ رہی ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کرو گے؟ سب نے کہا: ہاں، ہم آپؐ کی بات پر یقین کریں گے۔ کچھ نے تو پہاڑی کے ارد گرد بھی دیکھا انہیں کچھ نظر نہ آیا، پھر بھی انہوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دھوکہ کھا سکتی ہیں لیکن محمدؐ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ لیکن جیسے ہی نبیؐ نے اللہ کا پیغام " لاَ إِلٰهَ إِلاَّ الله (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حاجت روا، داتا، پالن ہار، مشکل کشاء اور عبادت کے لائق ہو)" پہنچایا، وہ سب اس کلمہ پر بپھر گئے۔ آپ کے چچا ابو لہب جس نے آپؐ کی ولادت

کی خوشخبری سنانے والی کنیز کو آزاد کیا تھا، وہ اس کلمہ پر اتنا **مشتعل** ہوا کہ اس نے کہا تمہارا ستیاناس ہو (نعوذ باللہ) کیا تم نے اس بات کے لیے ہمیں جمع کیا تھا (صحیح مسلم)۔

ایک دم ایسا کیا ہوا: کیا نبیؐ کسی نئے خدا کو متعارف کروا رہے تھے؟ نہیں۔ عرب اللہ پر یقین رکھتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نبیؐ کو فرمایا: اگر تم اِن سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے (لقمان 25)۔ ان سے کہو، بتاؤ، اگر تم جانتے ہو، کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔ ان سے پوچھو، ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔ ان سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لیے ہے (المومنون 89-84)۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے (الزخرف 87)۔ اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کو کس نے مسخّر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے (العنکبوت 61)۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے (العنکبوت 63)۔ یہ آیات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ عرب اللہ اور اس کی صفات پر یقین رکھتے تھے۔ خاص کر قریش تو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے، وہ شروع سے خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے (جسے ابراہیمؑ نے تعمیر کیا تھا)۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح، ان کا بھی ابراہیمی عقیدے کے پیروکار ہونے کے دعویٰ تھا۔ تو پھر کیا نبیؐ کسی نئے مذہب یا دین کا پرچار کر رہے تھے؟ نہیں۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے: اے نبیؐ، کہو میرے ربّ نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، **ابراہیمؑ کا طریقہ** جسے یکسو ہو کر اُس نے اختیار کیا تھا اور **وہ مشرکوں میں سے نہ تھا** (الانعام 161)۔ لہٰذا: لوگو! جو کچھ تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اُس کی پیروی کرو **اور اپنے ربّ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو** (الاعراف 3)۔

سوال یہ ہے کہ پھر انہیں کس چیز نے مشتعل کیا؟ انہوں نے آپؐ کی بات ماننے سے کیوں انکار کیا اور اچانک انہوں نے آپؐ کو (معاذ اللہ) کیوں جھوٹا، پاگل، جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے، اس نے اپنی قوم ہی کی

زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھا سکے(ابراھیم 4)۔ **اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بنا کر بھیجتے تو یہ لوگ کہتے "کیوں نہ اِس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں ہیں؟ کیا ہی عجیب بات ہے کہ کلام عجمی ہے اور مخاطب عربی۔ ان سے کہو یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفاء ہے، مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کے لیے یہ کانوں کی ڈاٹ اور آنکھوں کی پٹی ہے** (حم سجدہ44)۔ قرآن اسی لیے عربی زبان میں نازل ہوا، کیونکہ یہ قریش کی مادری زبان تھی۔ وہ اس جملے کو سمجھ گئے تھے، یہ ان کے غلط عقائد کی نفی کر رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ انہیں اپنے باطل معبودوں کو ترک کرنا پڑے گا جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے، وہ معبود جنہیں وہ اللہ سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے: (مگر وحدتِ خداوندی پر دلالت کرنے والے اِن کھُلے کھُلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدِّ مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ **حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں**(البقرہ165)۔

جبکہ قرآن اور ابراہیمی عقیدہ کہتے ہیں: تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اُس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ وہ اللہ ہے، یکتا۔ اللہ جو سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے(سورۃ الاخلاص)۔ اللہ، وہ زندۂ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے او جھل ہے، اُس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی اِلاّ یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے(البقرہ255)۔ **(اس حقیقت کو پہچاننے کے لیے اگر کوئی نشانی یا علامت درکار ہو تو)** جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں، جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے اور (اپنے اسی انتظام کی بدولت) زمین میں ہر قسم کی

جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردِش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابعِ فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں۔(مگر وحدتِ خداوندی پر دلالت کرنے والے اِن کھُلے کھُلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدِّمقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسے اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔کاش، جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انہیں سوجھنے والا ہے وہ آج بھی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما، جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی،اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے، مگر سزا پاکر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے، کہیں گے کہ "کاش! ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بے زاری ظاہر کر رہے ہیں، ہم ان سے بیزار ہو کر دکھادیتے"۔یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال، جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں، ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے (البقرہ163-7)۔اور جو برضا اور غبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا، اللہ کو اُس کا علم ہے اور وہ اُس کی قدر کرنے والا ہے۔جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، جبکہ ہم اُنہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔البتہ جو اِس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اِصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اُسے بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کردوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، اُن پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔اسی لعنت زدگی کی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ اُن کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ اُنہیں پھر کوئی دوسری مہلت دی جائے گی(البقرہ162-158)۔

اس پر دوسرا سوال جو ذہن میں آتا ہے: کیا یہ بت محض گھڑے ہوئے پتھر تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی، یا یہ کچھ ہستیوں سے منسوب تھے جن سے ان کا جذباتی لگاؤ تھا؟ جواب ہاں میں ہے، یہ اولیاء کے مجسمے تھے، جن کے ساتھ ان کا جذباتی لگاؤ تھا، جیسے، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر، یہ نوحؑ کی نسل کے نیک لوگ

تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نبیؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے: اے نبیؐ، ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے، **لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں**(الانعام 33)۔ مشرکین مکہ نے رسول اللہؐ کو کہا تھا کہ اگر وہ ان آیات کو تبدیل کر دیں جو لاَ إِلٰهَ إِلاَّ الله کی تبلیغ کرتی ہیں تو وہ اس قرآن کو قبول کر لیں گے اور آپؐ کو اپنا سردار بھی بنا لیں گے۔ جبکہ قرآن کا ارشاد ہے: لوگو! جو کچھ تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اُس کی پیروی کرو اور اپنے ربّ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔ مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو(الاعراف 3)۔

قرآن اور نبیؐ کے اقوال اس شرک کی بھرپور نفی کرتے ہیں: قرآن کہتا ہے: انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلامِ دلفریب خرید کر لاتا ہے (فضولیات کو ترجیح دیتے ہیں) تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اِس راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اُسے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ اِس طرح رُخ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے انہیں سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کان بہرے ہیں۔ اچھا، مثردہ سُنا دو اسے ایک درد ناک عذاب کا(لقمان 7-6)۔ قرآن ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور اُن کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا(النحل 21-20)۔ قرآن ہمیں مزید یہ بھی بتاتا ہے کہ یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا "بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے(لقمان 13)۔ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنا لیا ہے۔ اور اسی طرح مسیحؑ ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں(التوبہ 31)۔ قرآن مزید بتاتا ہے کہ اللہ دن کے اندر رات اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے۔ چاند اور سورج کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ ایک وقتِ مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔ وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا ربّ ہے۔ بادشاہی اُسی کی ہے **اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے مالک بھی نہیں ہیں**(یعنی وہ کنگلے ہیں)۔ انہیں پکارو تو وہ تمہاری دُعائیں سن نہیں سکتے اور سُن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبر دار کے سِوا کوئی نہیں دے سکتا(فاطر 14-13)۔ (1

ایک حدیث عطا بن یسارؓ مروی ہے، رسول اللہؐ نے دعا فرمائی: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی

عبادت کی جائے۔ اللہ کا غضب نازل ہو اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا (اولیاء دور کی بات)۔ عن عطاء بن یسار ان رسول اللہؐ قال اللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔ موطا امام مالك، النداء للصلاة، حدیث 376۔ 2) ایک اور حدیث میں نبیؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے کہا تھا، اے فاطمہ اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ تمہارا والد ایک نبی ہے، قیامت کے دن میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ تمہارے اعمال تمہارے شفاعت کار ہوں گے۔ 3) اسی طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے جہنم کا ذکر کیا اور وہ رونے لگیں۔ تو رسولؐ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ کہنے لگیں مجھے جہنم یاد آئی ہے تو رونے لگی ہوں۔ تو کیا بھلا آپؐ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے، تو رسولؐ نے فرمایا: تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ترازو کے پاس حتیٰ کہ اسے پتا چل جائے کہ اس کا تول ہلکا ہوا یا بھاری۔ نامہ اعمال ملنے کے وقت، جب کہا جائے گا۔ "آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو" حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا کمر کے پیچھے سے۔ اور (تیسرا مقام) پل صراط ہے جب اسے جہنم پر عین وسط میں ٹکایا جائے گا۔ یہ وہ مقام ہیں جہاں اللہ ہم سے حساب لے گا۔ عن عائشة انها ذكرت النار فبكت فقال رسول اللهؐ ما يبكيك قالت ذكرت النار فبكيت فهل تذكرون اهليكم يوم القامة فقال رسول اللهؐ أما فی ثلاثة مواطن فلا يذكر أحد أحدا عند الميزان حتى يعلم أيخف ميزانه أو يثقل وعند الكتاب حين يقال (هاؤم اقرءوا كتابيه) حتى يعلم أين يقع كتابه أفي يمينه أم في شماله أم من وراء ظهره وعند الصراط إذا وضع بين ظهري جهنم۔ سنن ابوداؤد، کتاب السنة، حدیث 4755۔

4) قریش یہ مانتے تھے کہ اللہ حاضر و ناظر، سب سننے والا، سب دیکھنے والا، سب جاننے والا، کامل قدرت رکھنے والا، منصف اعلیٰ ہے اور وہ انہیں ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ اس کے باوجود ان کا قول تھا کہ وہ انہیں براہ راست نہیں سنتا بلکہ کسی وسیلہ کے ذریعہ سنے گا (خود ساختہ)۔ اگر بغیر کسی تعصب کے غور کریں، تو کیا یہ بات معقول لگتی ہے؟ نہیں! دراصل، شیطان کے چیلے ان کے پیسوں کو ناجائز طریقہ سے ہڑپ کرنے کی خاطر بیوقوف بناتے ہیں۔ سمجھانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیؐ سے کہا کہ اِن سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔ اِن سے پوچھو، جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے (نبیؐ) کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے یہ معبود، جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے اُس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچا لیں گے؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گے؟ پس ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں (الزمر 38)۔ اور نبیؐ سے مزید کہتے ہیں کہ ان سے پوچھو: کبھی

تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ خواہ مجھے (نبیؐ) اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے، کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا (کیوں کہ کافروں، مشرکوں اور منافقوں سے صرف سخت سزا کا وعدہ کیا گیا ہے) (الملک 28)؟ تو اللہ کے نبیؐ اُن کے غلط عقیدے کا انکار کیسے نہ کرتے؟

مشرکین سے جب کہا گیا: کہ پیروی کرو اُس چیز کی جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ اُنہی کی پیروی کریں گے **خواہ شیطان اُن کو بھڑکتی ہوئی آگ ہی کی طرف کیوں نہ بلاتا رہا ہو**۔ جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دے اور عملاً وہ نیک ہو، اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا، **اور سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے**۔ اب جو کُفر کرتا ہے اُس کا کفر تمہیں غم میں مبتلا نہ کرے اُنہیں پلٹ کر آنا تو ہماری ہی طرف ہے، پھر ہم انہیں بتادیں گے کہ وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں۔ یقیناً اللہ سینوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں، پھر ان کو بے بس کر کے ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ کا ہے۔ بے شک اللہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے (لقمان 25،24-21)۔ جب انہوں نے ایک سچے ربّ کی عبادت سے انکار کر دیا، تو رسول اللہؐ سے کہا گیا کہ: اِن سے صاف کہو کہ "اے میری قوم کے لوگو، تم اپنی جگہ اپنا کام کیے جاؤ، میں اپنا کام کرتا رہوں گا، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کسے وہ سزا ملتی ہے جو کبھی ٹلنے والی نہیں" (الزمر 40-39)۔

لیکن جب مشرکین پر کوئی سخت آفت آتی ہے تو وہ اللہ کو مخلص ہو کر یاد کرتے ہیں۔ قرآن اسے یوں بیان کرتا ہے کہ جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا کُفرانِ نعمت کریں اور (حیاتِ دنیا کے) مزے لوٹیں۔ اچھا، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پُرامن حرم بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گرد و پیش لوگ اُچک لیے جاتے ہیں؟ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں (العنکبوت 67-65)؟ اس پر مجھے یاد آیا کہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ بن ابی جہل ڈر کر حبشہ فرار ہونے کے لیے کشتی میں سوار ہوا۔ باد تند و تیز نے کشتی کو گھیر لیا تو سب نے ایک دوسرے سے کہا: " خالص اپنے ربّ کو پکارو اس کے علاوہ کوئی

نجات دہندہ نہیں"۔ یہ بات سن کر عکرمہ نے کہا: "اللہ کی قسم اگر سمندر میں ایک اللہ کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات دہندہ نہیں ہے"۔ عکرمہ نے پکارا اے اللہ! میں عہد کرتا ہوں اگر میں یہاں سے صحیح سلامت نکل گیا تو میں محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے واپس آکر اسلام قبول کر لیا۔(تفسیر ابن کثیر،، تفسیر سورۃ العنکبوت)

توحید پر مبنی قرآن اور نبیؐ کی تلقین انہیں گوارہ نہ تھی: اگرچہ قریش اپنے آپ کو ابراہیمی عقیدے کے حقیقی پیروکار کہتے تھے، اُن ابراہیمؑ کے عقیدے کے جن کا قول تھا: **"جو چیز ڈھل جائے یا مر جائے وہ عبادت کے لائق نہیں"**۔ پھر بھی وہ فانی انسانوں کو خدا کا شریک بناتے اور ان کی محبت میں اس قدر فدا تھے کہ انہوں نے حقیقی ابراہیمی عقیدے کو نہ صرف پسِ پشت ڈال دیا، بلکہ اس کی تبلیغ کرنے پر وہ محمدؐ کے دشمن بھی بن گئے۔ صرف اس وجہ سے انہوں نے نبیؐ اور مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا اور دو سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا، یہاں تک کہ وہ گھاس پھوس، پتے اور چمڑا کھانے پر مجبور ہوئے۔ طائف میں، نبیؐ اور آپ کے ساتھی زید بن حارثہ کو ڈوڑا کر پانچ میل تک پتھر مارے گئے، یہاں تک کہ آپ سر سے پاؤں تک خون میں بھیگ گئے۔ جس رات تمام قبائل کے نمائندوں نے آپؐ کو قتل کرنے کے لیے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس کے باوجود آپؐ نے گھر چھوڑنے سے پہلے اپنے چچازاد بھائی علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑا، تاکہ وہ امانتیں ان کے حقداروں کے حوالے کر دیں۔ وہ کیوں آپؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے؟ کیونکہ وہ اپنے باطل معبودوں کو چھوڑنے پر تیار نہ تھے۔ توحید کی تبلیغ وہ واحد وجہ تھی جس کی بنا پر نبیؐ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ جب آپؐ ہجرت کے لیے نکلے تو آپؐ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کہا تھا، اے کعبہ تم مجھے بہت عزیز ہے، لیکن تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے دین میں زور زبردستی نہیں۔

کرتے تھے توحید کا پرچار مسلم رات و دن
شعب ابی طالب میں رکھا بھوکا انہیں اس لیے
چونکہ دیتے ہیں یہ جان لاشریک لہ کے لیے
جنگِ بدر و اُحد لڑی ہیں مسلماں سے اس لیے

تیسرا سوال، انسان کیوں گمراہ ہوتا ہے؟ اللہ کی صفات کو جاننے کے باوجود، شیطان، علماء سو اور گمراہ رہنماں سب سے پہلے لوگوں کو کتاب اللہ سے دور کرتے ہیں۔ علم الٰہی سے دوری کی بنا پر لوگ اپنے علماء کی اندھی تقلید شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا فائدہ اٹھا کر علماء سُو نیک بندوں کے بارے میں مبالغہ آرائی کر کے انہیں گمراہ کرتے ہیں، وہ لوگوں کو یہ باور کرا کے مزید گمراہ کرتے ہیں کہ اولیاء کا اللہ کے ہاں بہت اونچا مقام ہے (کسی دستاویزی ثبوت کے بغیر)، اور یہ کہ وہ ان کے حاجت روا، مشکل کشا ہیں اور یومِ جزا ان کی طرف سے اللہ کے حضور وہ ان کی شفاعت کریں گے۔ جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ کسی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے،** اِلاّ یہ کہ کوئی علم کی بناء پر حق کی شہادت دے (الزخرف 86)۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کو جاننے کے باوجود اِن لوگوں نے اُس کے بندوں میں سے بعض کو اُس کا جُز بنا ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ اِنسان کھلا اِحسان فراموش ہے (الزخروف 15)۔ تب قرآن ایک مثال بیان کرتا ہے کہ کس طرح جھوٹے معبود ایجاد کئے جاتے ہیں: اس طرح ہم نے اہلِ شہر کو ان کے حال پر مطلع کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آ کر رہے گی۔ (مگر ذرا خیال کرو کہ جب سوچنے کی اصل بات یہ تھی) اُس وقت وہ آپس میں اس بات پر جھگڑ رہے تھے کہ ان (اصحاب کہف) کے ساتھ کیا کیا جائے۔ کچھ لوگوں نے کہا: "ان پر ایک دیوار چن دو، ان کا رب ہی ان کے معاملہ کو بہتر جانتا ہے۔" مگر جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے۔ انہوں نے کہا: **"ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے"** (الکہف 21)۔ صدقے ہمارا رحیم ربّ ہم سے پوچھتا ہے: اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس ربِّ کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تیرے نوک پلک سنوارے تجھے متناسب بنایا، اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟ (الانفطار 8-6)۔ قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اِن سے کہا جاتا "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔" تو یہ گھمنڈ میں آ جاتے تھے اور کہتے تھے "کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں" (الصفت 36-35)؟ اس سے پتہ چلا کہ کتاب اللہ سے دوری محض گمراہی ہے۔

چوتھا سوال کیا انبیاءؑ یا نبیؐ کے پاس وہ اختیارات تھے جو اولیاء سے منسوب کیے جاتے ہیں؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ اعلان کرو: "میں (محمدؐ) تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ

میں غیب کا علم رکھتا ہوں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے" (الانعام 50)۔ **اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبیؐ سے مزید یہ اعلان کرنے کو کہا:** "میں (محمدؐ) اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کرلیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا **(طائف میں اپنے خون میں نہ نہاتے)**، میں تو محض ایک خبر دار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں اُن لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں" (الاعراف 188)۔ **اور نبیؐ سے کہا کہ اعلان کرو:** "میں (محمدؐ) تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے ربّ کی ملاقات کا امیدوار ہو اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے (الکہف 110)۔ **قرآن کہتا ہے کہ** اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے۔ نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے۔ اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں۔ **اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے، مگر (اے نبیؐ) تم اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں** (فاطر 22-19)۔ **ایک اور آیت میں کہتا ہے:** تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہنچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں **(وہ جو اپنے تعصب کے ڈبے میں بند ہیں)**، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو **(جو تحقیق کے لئے تیار نہیں)**۔ تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں (النمل 81-80)۔ **اگر نبیؐ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو کوئی اور کیسے سنا سکتا ہے؟ آہ اے مسلمانو، قیامت کے دن رسولؐ** کہیں گے "اے میرے ربّ، میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن **(علم کے حقیقی ماخذ)** کو نشانۂ تضحیک بنالیا تھا" (فرقان: 30)۔ **اللہ خبر دار کرتے ہوئے کہتا ہے:** اور ڈرو اُس دن سے، جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی (البقرہ 123)۔

اسلامی اخلاقیات کہتی ہے کہ ہمیں ہر انسان اور خاص کر متقی لوگوں کے بارے میں اچھی رائے رکھنی چاہئے۔ چونکہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے کہ کون جنت میں جائے گا یا کون جہنم میں، پھر لوگ ان اولیاء کو اپنا داتا کیسے بنا سکتے ہیں؟ ان کا نعرہ ہے کہ اللہ ہماری سنتا نہیں اور ان کی رد کرتا نہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نبیؐ سے کہتے ہیں کہ میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتادو کہ میں ان سے

قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھ پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لٰہذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔(یہ بات تم انہیں سنا دو) شاید کہ وہ راہِ راست پالیں(البقرہ186)۔ **مزید وہ کہتے ہیں کہ کسی ولی کو پکڑ لو، وہ تمھیں جہنم سے نجات دلوادے گا، پر اللہ کہتا ہے:** یہ اُن کی تمنائیں ہیں۔ان سے کہو، اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو(البقرہ 111)۔ **اللہ کہتا ہے:** آخر تمھیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا(البقرہ 81)۔ **اللہ کہتا ہے:** یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمھیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان خدا نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں، اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے(المائدہ18)۔ **اللہ العدل ہے اس کے ہاں انصاف کے علاوہ کوئی شفاعت نہیں ہے۔آج اکثر مسلمان خصوصاً برصغیر پاک وہند کے مشرکین مکہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں (بلکہ زیادہ منحرف انداز میں)۔ مشرکین کے مابین ایک روایت ہے کہ ولی کا بیٹا ولی ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:** یاد کرو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے ربّ نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اُتر گیا تو اُس نے کہا: "میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔" ابراہیمؑ نے عرض کیا: "اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟" اس نے جواب دیا: "میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے" (البقرہ124)۔

غلط نظریات: یہودی کہتے ہیں: عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں۔ عیسائی کہتے ہیں: یہودیوں کے پاس کچھ نہیں۔ حالانکہ دونوں ہی کتاب پڑھتے ہیں۔ اور اسی قسم کے دعوے ان لوگوں کے بھی ہیں، جن کے پاس کتاب کا علم نہیں ہے یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں، ان کا فیصلہ اللہ قیامت کے روز کر دے گا(البقرہ113)۔ **اسی طرح ہم مسلمان بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے۔ لیکن اللہ ہمیں بتاتا ہے:** یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، ***جو بھی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اُس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے*** اور اس کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے(البقرہ62)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فیصلہ سناتے ہوئے نبیؐ کو کہتے ہیں: ان سے کہو، ذرا غور کر کے بتاؤ، اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو (الانعام 40)۔ **پھر اللہ نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا اور نبیؐ سے کہا:** ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے۔ اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا اُس کے بھٹکنے کا وبال اُسی پر ہو گا، تم اُن کے ذمہ دار نہیں ہو (الزمر 41)۔

اے مسلمانو: قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: قسم ہے رسولؐ کے اِس قول کی کہ اے ربّ، یہ وہ لوگ ہیں جو مان کر نہیں دیتے (الزخرف 88)۔ **یومِ حساب رسولؐ کہیں گے** "اے میرے ربّ، میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانۂ تضحیک بنا لیا تھا" (فرقان: 30)۔ **اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:** جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کو ہم جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے (العنکبوت 58)۔ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (العنکبوت 62)۔ اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش یہ لوگ جانتے (العنکبوت 64)۔ **قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ دولت مند ہونا تقویٰ کا معیار نہیں ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:** کہ ابراہیمؑ نے دعا کی، "اے میرے ربّ، اس شہر کو امن کا شہر بنا دے، اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں، انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے"۔ جواب میں اس کے ربّ نے فرمایا، "اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اُسے بھی دوں گا مگر آخر کار اُسے عذابِ جہنم کی طرف گھسیٹوں گا، اور وہ بدترین ٹھکانا ہے" (البقرہ 126)۔

نتیجہ: قریش کے رہنماؤں کی محمدؐ کے خلاف دشمنی کی مثال ویسے ہی ہے جیسے خلافت انسانی کے خلاف شیطان کا اعتراض تھا۔ جیسے انسان کی خلافت شیطان کی مرضی کے خلاف قائم ہوئی، اسی طرح قریش کے قائدین کی خواہش کے بر خلاف اسلام پوری دنیا میں پھیلا۔ ان شاء اللہ، صیہونیوں کی خواہشات کے بر خلاف، اسلام، عیسیٰؑ کی سربراہی میں دنیا پر حکمرانی کرے گا، اور "ایک دنیا، ایک حکومت ایک مذہب" کا ہدف حاصل کرے گا۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو گا۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے

ہیں، قرآن کے ساتھ یا قرآن کی تضحیک کرنے والوں کے ساتھ۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے فرمایا: "قرآن شفاعت کرے گا، اور اُس کی شفاعت اور درخواست قبول کی جائے گی۔ جو اِسے راہنمائی کے لیے آگے رکھے گا، یہ اُسے جنت میں پہنچادے گا، اور جو اِسے پسِ پُشت ڈالے گا وہ اُسے گھسیٹ کر جہنم میں لے جائے گا" (ابن حبان 142)۔ پھر کیا ہمیں قرآن کے احکامات پر عمل نہیں کرنا چاہیے تاکہ وہ ہماری شفاعت کرے؟ اے مسلمانو جب کعبہ سیلاب سے تباہ ہوا تو قریش نے اس کی تعمیر نو کے لیے رقم جمع کی۔ چندے کے لیے شرط یہ تھی کہ چندہ حلال کمائی سے ہو۔ یعنی، یہ کمائی جسم فروشی سے حاصل نہ کی ہو، نہ شراب بیچ کر، اور نہ ہی وہ پیسہ ہو جو غیر قانونی طور پر دوسروں کا ہڑپ کیا ہو۔ وہ حلال کمائی سے زیادہ پیسے جمع نہ کر سکے۔ اس طرح انہوں نے کعبہ کو اس کے آدھے رقبے پر تعمیر کیا، لیکن حلال پیسوں سے کیا۔ پھر بھی فتح مکہ کے ایک سال بعد انہی مشرکین کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا گیا۔ کیوں؟ کیونکہ ان کے دل ناپاک تھے، وہ اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے تھے۔ ہم مسلمان مسجد یا خیراتی ہسپتال بناتے وقت اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ عطیہ حلال ہے یا نجس۔ اس کے علاوہ ہم میں سے اکثر کے دل مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ہم بھی اپنے آپ کو اہل جنت سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو قرآن کہتا ہے کہ موت مانگو، کیونکہ آخرت اس زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن کہتا ہے ایسے لوگ کبھی موت نہیں مانگیں گے۔ وہ اس زندگی کے بہت دلدادا ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، جب اعمال کے فیصلے ہو جائیں گے، نیک لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار جہنم کی آگ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ہمارے نبیؐ، ہمارے محبوبؐ عرش کے نیچے سجدہ میں گر جائیں گے اور ہمارے لیے شفاعت کریں گے، آپؐ اِس حالت میں اُس وقت تک رہیں گے جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہے گا۔ اور ویسی دعا کریں گے جیسی اللہ چاہے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے، مانگو آپؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ عرض کریں گے کہ میری اُمت کے بہت سے لوگ جہنم میں ہیں، اے اللہ اُنہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے کہیں گے کہ آپؐ فلاں فلاں درجہ کے ایمان رکھنے والے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ دوسری دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوں گے، اور اُس وقت تک اِس حالت میں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا پھر ارشاد ہو گا، مانگو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں۔ اے اللہ اُنہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہو گا، آپؐ اِس اِس درجہ کے ایمان والے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے

نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ تیسری دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خدمت میں سجدہ ریز ہوں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے آپؐ سجدہ کی حالت میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گے آپؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں۔ اے اللہ اُنھیں معاف کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا، آپؐ اپنے اُن اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں جن کے پاس رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ پھر چوتھی دفعہ آپؐ سجدہ میں چلے جائیں گے اور جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خواہش ہو گی اُس وقت تک اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ اب بھی میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں، اے اللہ اُن کو معاف فرما۔ ارشادِ باری ہو گا، آپ جائیں اور اپنے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں۔ آپؐ جائیں گے اور خالی ہاتھ واپس آ جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے سوال کریں گے کہ آپؐ خالی ہاتھ کیوں آئے ہیں ؟ آپؐ عرض کریں گے کہ میرے بقایا اُمتیوں کے خلاف قرآن حکیم کی حجت ہے (مشرک، منافق اور ریاکار) (بخاری باب تفسیر 1587)۔ نبیؐ ان کی شفاعت نہیں کر سکیں گے جن کے خلاف قرآن حجت ہو گا (وہ لوگ جنہوں نے قرآن کتابِ ہدایت پر عمل نہ کیا، جنہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنالیا ہے (9:31))۔ چونکہ رحیم ربّ جانتا تھا کہ شیطان، شر پسند علماء اور رہنماؤں کی مدد سے انسان کو اپنے کریم ربّ کے بارے میں شک میں ڈال کر انہیں اس سے دور کر دے گا۔ اسی لیے اس نے وقتاً فوقتاً کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسول بھیجے تاکہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان پیدا ہونے والی رکاوٹوں کو دور کریں۔ چونکہ محمدؐ آخری نبی ہیں اور قرآن آخری کتاب، اسی لیے اللہ نے تاقیامت قرآن کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے (رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں (الحجر 9))۔ اے مسلمانو! قرآن کا مطالعہ سمجھ کر کرو اور اس کے احکامات کی پابندی کرو۔ مزید تفصیل کے لیے میری کتاب "شرک کیا ہے" کا مطالعہ کریں۔ یہ تھیں وہ وجوہات جس کی وجہ سے نبیؐ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ کیا ہم قرآن کو پس پشت ڈال کر جنت کے وارث بن سکتے ہیں؟ سوچو!

فقط دعاؤں کا طالب

عبدالحلیم صدیق